کارل مارکس

باری

مکتبۂ اردو لاہور

شریف کاتب

کارل مارکس

باری

مکتبۂ اردو لاہور

اِنتساب

کارل مارکس کے ایامِ جلاوطنی کے نام

مارکس نے نہ صرف ایک نیا آئیڈیل پیش کیا
بلکہ اس نے ایک نئی سائنس کی بنیاد رکھی

مندرجات

شذرہ .. ..
سوانح .. ..
تعلیمات .. ..
تاریخ کا معاشی نظریہ .. ..
طبقاتی کش مکش .. ..
معاشیات .. ..
ریاست اور انقلاب .. ..

"کوہکن تیشہ بدست آمد و پرویزی خواست"

اقبالؔ

شذرہ

اردو زبان میں کوئی ایسی کتاب موجود نہ تھی جس کے مطالعہ سے کارل مارکس کی زندگی اور تعلیمات کا پتہ چلتا۔ کامریڈ باری تاریخ اور سوانح نگاری میں ایک مخصوص انداز کے مالک ہیں۔"کمپنی کی حکومت" اور "انقلاب فرانس" کے مصنف نے "کارل مارکس" میں اپنے اندازِ انشا کی تمام خوبیوں کو یکجا کر دیا ہے۔ ایک انقلاب پسند کے سوانح حیات کو جب دوسرا انقلاب پسند پیش کرے تو اس سے زیادہ پر لطف اور دلچسپ مطالعہ کیا ہو سکتا ہے؟

کتاب دو حصوں میں تقسیم کی گئی ہے۔ پہلے حصہ کا تعلق مارکس کی زندگی سے ہے۔ دوسرے حصہ میں اس کی تعلیمات پر بحث کی گئی ہے۔ کتاب کا آخری حصہ اس لحاظ سے بہت اہم ہے۔ کہ اس میں مصنف نے اپنے وسیع مطالعہ کا نچوڑ عام فہم اور آسان زبان میں پیش کر دیا ہے۔

اس سلسلہ کی پہلی تین کتابیں یعنی "سوشلزم" "سرمایہ داری" اور "کمیونسٹ مینی فسٹو" ہندوستان کے طول و عرض میں بہت مقبول ہو چکی ہیں۔ "کارل مارکس" اسی سلسلہ کی چوتھی کتاب ہے۔ باری صاحب کی "انقلابِ فرانس" کا دوسرا ایڈیشن اس سلسلہ کی پانچویں کتاب ہو گا۔ اس سلسلہ سے متعلق مزید حالات کے لئے ہم سے خط و کتابت کریں۔

پبلشرز

"ہم اپنی بنیاد کو صرف مارکس کے نظریہ پر استوار کرتے ہیں۔ اس نظریہ نے سب سے پہلے فکری اشتراکیت کو ایک سائنس (علم) کی صورت میں پیش کیا۔ اس علم کی مختلف تفاصیل کی تکمیل اور اسے مضبوط بنیادوں پر استوار کرنے کیلئے ہمیں ایک سفر درپیش ہے .... اس نے ہمیں سکھایا ہے۔ کہ ہم سیاسی سازشوں، اوق قوانین اور عیارانہ نظریوں کے علاوہ ملکیت رکھنے والی مختلف النوع جماعتوں اور کچھ نہ رکھنے والے پرولتاریہ کی جماعتی کشمکش کا مطالعہ کریں۔ پرولتاریہ ان تمام جماعتوں کی رہنمائی کرتی ہے۔ جنکے پاس کچھ بھی نہیں ہے"

لینن

سوانح

روسو کی طرح مارکس نے بھی اپنی موت کے بعد
ایک انقلاب کی رہنمائی کی

"خدا، کلیسا اور روح القدس کے نام پر مزدوروں کی اجرت میں اضافہ نہیں ہو سکتا۔" چنانچہ مارکس نے سرمایہ داروں کے تیار کردہ ایوانِ معاشرت کی بنیادوں کو ریگ آسا بنایا۔ اس نے صاف الفاظ میں کہہ دیا کہ تمہارا آشیانہ شاخِ آہو پر ہے۔ تمہاری تہذیب ریت کی دیوار ہے۔ تمہارے علوم و فنون کا مقصد تجارت ہے تم انسان سے زیادہ تاجر ہو۔

آئین فروش! تہذیب فروش! عصیاں فروش!

مارکس نے جہاں سرمایہ داری کو اس کی تقدیر سے آگاہ کیا۔ وہاں مزدوری کو رفعت و بلندی کا پتہ دیا۔ مارکس نے اپنا پیغام ایک ادیب یا شاعر کی حیثیت سے نہیں دیا۔ اس نے جذبات و احساسات کی رو میں بہہ کر انقلابی شاعروں

اور اشتراکی ادیبوں کی طرح "انقلاب و انقلاب" کے راگ نہیں الاپے۔ بلکہ اس نے پرولتاریہ کے سامنے ایک صاف اور واضح پروگرام پیش کیا۔ مارکس نے سرمایہ دارانہ نظام کو ناپائدار بتاتے ہوتے اس کا انجام پرولتاری آمریت بتایا۔

مارکس کے ذہن میں جرمنی کے کلاسیکی فلسفہ، برطانیہ کی کلاسیکی معاشیات اور فرانس کی اشتراکی اور انقلابی تعلیمات نے تکمیل حاصل کی۔ روسو کی طرح مارکس نے بھی اپنی موت کے بعد ایک انقلاب کی رہنمائی کی۔ مجلسی افکار کی تاریخ میں مارکس کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔" مجلسی افکار میں جن رجحانات کی مارکس نمائندگی کرتا ہے۔ سٹراس اور فیور باخ، برونو بار، اور ہائنے بھی ان کے ترجمان ہیں۔ وہ رجعت پسندی کے خلاف بغاوت کرنے والوں کے رہنما ہیں۔ وہ مارکس سے صرف اسی قدر مختلف ہیں۔ کہ وہ جن سیاسی پیچیدگیوں کو نہ سمجھ سکے۔ مارکس نے ابتدا ہی میں انہیں سمجھ لیا تھا چنانچہ ہیگل کی جدلیات مارکس کے ہاتھ میں مروجہ مجلسی نظام کو درہم برہم کرنے کا ایک آلہ بن جاتی ہے۔" [1]

کارل پہلا مفکر ہے۔ جس نے تاجرانہ تہذیب کی اخلاقی خامیوں اور

---

[1] کارل مارکس :۔ ہیرلڈ لاسکی۔

کوتاہیوں کو طشت از بام کیا۔ اس نے ثابت کیا۔ کہ جس سماج کی بنیاد منفعت پر ہو اس میں شریفانہ صفات اپنی پوری قوت سے نمایاں نہیں ہوتے گروٹیس نے جتنا زور بین الاقوامی تعلقات پر دیا ——— لیکن مارکس نے ایک سائنس اور ایک آئیڈل کی بنیاد رکھی۔ اس نے قوموں کی تجارت کو ان کے فلاح و بہبود کا معیار مقرر نہیں کیا اس نے مجلسی مباحث میں لوگوں کی معاشی حالت کو سب سے آگے پیش کیا۔ اس زمانہ میں جب انسان بے پناہ مصائب کا شکار ہو رہا تھا۔ جب مزدوروں سے سانس تک لینے کا حق چھینا جا رہا تھا، جب آلات پیدائش نے سرمایہ داروں کو احساس مروت سے محروم کر دیا تھا۔ جب مزدور کی کشتیٔ حیات اس کے پسینہ کے دریاؤں میں غرق ہو رہی تھی تب مارکس نے مزدوروں کو مژدۂ جانفزا سنایا۔ دنیا کے ہر ملک میں جہاں مجلسی فلاح کا کام شروع ہوگا۔ وہاں مارکس کا نام ہمت افزائی کیلئے کافی ہوگا۔ مارکس نے اس امر کا اعلان کر دیا کہ کوئی سماجی نظام مفید نہیں ہو سکتا جس میں انسانوں کی اجتماعی قوتیں مشترکہ مفاد کے لئے صرف نہیں ہوتیں۔
مارکس نے صنعتی انقلاب کے نتائج کو اس انداز میں پیش کیا ہے کہ پڑھنے والا آنسو بہائے بغیر نہیں رہ سکتا۔ سرمایہ داروں کے مظالم اور مزدوروں کی بیچارگی کو مارکس نے جس انداز میں پیش کیا ہے وہ انداز رسکن اور کارلائل کو بھی نصیب نہیں ہو سکا۔

مارکس نے اپنے زمانہ کی بنائے تہذیب کو ریگ آسا بتایا!

مارکس کی سب سے بڑی خواہش یہ تھی کہ عوام کو اس بوجھ سے نجات دلائی جائے جس کے نیچے وہ دبے ہوتے تھے۔ اس نے اُن اسباب کو دریافت کیا۔ جو مختلف اوقات میں حکمران جماعت کے زوال کا باعث ہوتے رہے ہیں اس کے نزدیک یہ اسباب اتفاقی یا سطحی نہیں تھے۔

اس نے مزدوروں کے خوف کو امید میں بدل دیا! آج ساری دنیا کو مارکس کے خیالات کا سامنا ہے۔ مارکس کا مجلسی فلسفہ ہمارے ہم عصروں میں سب سے زیادہ اثر و اقتدار کا مالک ہے۔ تاریخ اس کے نام پر مرتب ہو رہی ہے، مارکسی فلسفہ بتدریج مشرق اور مغرب کے تمدنوں کے غلبہ کو دعوت مبارزت دے رہا ہے!

ہم مارکس کے فلسفہ تمدن کا اسپنگلر کے تمدنی تصورات سے مقابلہ کر سکتے ہیں۔ اسپنگلر اور مارکس دونوں ہیگل کے شاگرد ہیں۔ اول الذکر کا ہیگل کے شاگردانِ دستِ راست سے تعلق ہے۔ اور آخر الذکر ہیگل کے تلامذۂ دستِ چپ سے منسوب ہے۔ اسپنگلر کے نزدیک "ہر تمدن اداروں، عادات، تصورات اور اساطیر کا ترکیبی نظام ہوتا ہے۔ ہر تمدن دوسرے تمدن سے اسی قدر مختلف ہوتا ہے جتنا فرد دوسرے فرد سے۔ اگرچہ ہر تمدن کا اپنا دورِ حیات ہوتا ہے۔ لیکن تمام تمدنوں کے دورِ حیات کا فارمولا یکساں ہے۔ یہ ایک تحریک

ہے۔ تمدن سے تہذیب کی طرف ——— زندگی سے موت کی جانب۔ جب ایک تمدن پرانا ہو جاتا ہے تو احساسات کی جگہ خیالات لے لیتے ہیں ہر تمدن دوسرے تمدنوں سے آزاد ہو کر اپنا سفر طے کرتا ہے"۔

مارکس کا فلسفہ تمدن اس سے بالکل مختلف ہے۔ اس کے نزدیک تمدن کے کل اجزار کا ایک دوسرے سے تعلق ہے۔ اس کے نزدیک تمدن کا ایک جزو کل کو ظاہر نہیں کر سکتا۔ وہ تمدنی تبدیلیوں کو مابعد الطبیعاتی اسباب سے منسوب نہیں کرتا۔ بلکہ مجلسی دائرہ کی مختلف حرکات سے۔

مارکس کا انداز حقیقی اور مادی ہے۔ مجلسی اور تمدنی تبدیلیوں کے متعلق مارکس کے معاشی نظریہ کو آئندہ اوراق میں پیش کیا جائے گا۔

مارکس کے نزدیک مروجہ سماج کی خرابیوں کی تمام تر ذمّہ داری اس ذاتی ملکیت پر ہے۔ جو نفع اندوزی کے لئے استعمال کی جائے!

اس نوعیت کی ذاتی ملکیت سے سماج دو حصوں میں بٹ جاتا ہے ایک ذاتی ملکیت رکھنے والا اور دوسرا اس سے محروم۔ ذاتی ملکیت رکھنے والی جماعت اپنے مفاد کے لئے تہذیب کو تراشتی ہے۔ حکومت پر قابض ہوتی ہے۔ قانون بناتی ہے۔ ایسے مجلسی ادارے قائم کرتی ہے۔ جو اس کی خواہش کے مطابق ہوتے ہیں۔ غلام اور آزاد، بندہ اور آقا انسانی تاریخ کے نتائج ہیں بسر مایہ داری کی آمد سے یہ کشمکش بہت شدید اور سمجھنے کے لئے آسان ہو گئی۔ اسوقت

سے طبقاتی کش مکش نے آخری صورت اختیار کر رکھی ہے۔ بورژوا اور پرولتاریہ کی کش مکش! ہر پیش رو مجلسی نظام اپنے اندر اپنے وارث نظام کے جراثیم لئے ہوئے ہے۔ جاگیرداری نے سرمایہ داری پیدا کی۔ سرمایہ داری اپنے بطن میں اشتمالیت کی پرورش کر رہی ہے!

"سرمایہ داری اپنے گورکنوں کو پیدا کر رہی ہے۔" مارکس نے کہا!

مارکس کے نزدیک ذاتی ملکیت سے انسانی تاریخ میں طبقاتی کش مکش کا آغاز ہوا۔ طبقاتی کش مکش یہ مراد ہے کہ ایک مخصوص سماج میں چند افراد کی مساعی دوسرے افراد کی مساعی سے متصادم ہوتی ہیں۔ اور یہ کہ مجلسی زندگی تضادات سے بھری ہوئی ہے۔ تاریخ سے ہمیں مختلف قوموں اور سماجوں کی باہمی کش مکش کا پتہ چلتا ہے۔ جس سے مختلف زمانوں میں مختلف قسم کے تغیرات رونما ہوتے رہے۔ مارکسیت نے اس کش مکش کے نظریہ کی صورت میں پیش کیا:-

"آغاز سے تاحال موجودہ سماج کی تاریخ طبقاتی کش مکش کی تاریخ ہے بندہ اور آقا، غریب اور امیر، عوامیہ اور اشرافیہ، ظالم اور مظلوم ہمیشہ سے ایک دوسرے کے خلاف چلے آتے ہیں۔ یہ باہمی کش مکش ساری وجاری ہے ــــ کبھی پنہاں اور کبھی ظاہر۔ اس کش مکش کا نتیجہ ہر مرتبہ سماج کی جدید انقلابی تشکیل یا دونوں متصادم جماعتوں کی مشترکہ تباہی رہا ہے۔ تاریخ کے ابتدائی ادوار میں ہم ہر مقام پر سماج کو

مختلف الجھنوں میں پھنسا ہوا پاتے ہیں جس میں مجلسی مراتب کے پیش نظر بہت سے طبقات ہیں۔ قدیم روم میں ہم اشرافیہ، عوامیہ اور غلام پاتے ہیں۔ ازمنہ وسطیٰ میں جاگیردار، گردان، اہلِ حرفہ، کسان اور غلام نظر آتے ہیں۔ یہ تمام جماعتیں بھی مختلف درجوں میں منقسم تھیں۔"

"ہمارا بورژوا عہد اس امتیازی خصوصیت کو برقرار رکھے ہوئے ہے۔ اس عہد نے طبقاتی کش مکش کو بہت واضح کر دیا ہے۔ سماج بتدریج دو مخالف جماعتوں میں بٹ رہا ہے۔ ان دو جماعتوں میں جو ایک دوسرے سے مختلف سمت پر ہوں ـــــ بورژوا اور پرولتاریہ" ؎

"انقلاب فرانس کے بعد یورپی تاریخ کے حوادث میں طبقاتی کش مکش صاف طور پر دکھائی دیتی ہے۔ فرانس کے زمانہ بحالی میں متعدد فرانسیسی مورخوں نے فرانس کی تاریخ کا طبقاتی کش مکش کے نظریہ سے مطالعہ کیا۔ موجودہ دور میں طبقاتی کش مکش واضح اور عیاں ہو چکی ہے۔ مارکس کے کمیونسٹ مینی فیسٹو کے مندرجہ ذیل پارہ سے موجودہ سماج کے مختلف طبقات کے ارتقائی حالات کا پتہ چلتا ہے۔" ؎

؎ کمیونسٹ مینی فیسٹو

"ان تمام جماعتوں میں سے جو بورژوا کے مقابلہ پر ہیں۔ صرف پرولتاریہ ہی ایک انقلابی جماعت ہے۔ جدید انڈسٹری میں تمام دوسری جماعتیں زوال پذیر ہو کر ختم ہو جاتی ہیں۔ صرف پرولتاریہ ہی بورژوا کی مخصوص اور لازمی تخلیق ہے۔ نچلا درمیانی طبقہ یعنی چھوٹے چھوٹے صناع، دوکاندار، معمار اور کسان سب کے سب اپنے وجود کو طبقۂ متوسط میں برقرار رکھنے کے لئے بورژوا سے نبرد آزما ہیں۔ اس لئے وہ انقلابی نہیں بلکہ قدامت پسند ہیں۔ نہیں انہیں، وہ رجعت پسند ہیں کیونکہ وہ تاریخ کو پیچھے کی طرف لے جانا چاہتے ہیں اور اگر اتفاق سے وہ انقلاب پسند ہوں تو وہ صرف اس خوف سے ہیں کہ مبادا وہ پرولتاریہ میں منتقل نہ ہو جائیں۔ پس وہ اپنے حال کی مدافعت نہیں کرتے، بلکہ اپنے آئندہ مفاد کی، وہ اپنا زاویۂ نگاہ چھوڑ کر پرولتاری اختیار کر لیتے ہیں۔"

مارکس کے نزدیک تاریخ کا مفہوم کیا ہے؟ مارکس کے نزدیک ہر حادثہ تاریخی حیثیت نہیں رکھتا۔ کسی سیارہ کی تخلیق یا کسی حیوانی نوع کا خاتمہ اس کے نزدیک تاریخ نہیں — مجلسی زندگی کے واقعات کو بھی مارکس تاریخ تسلیم نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ تاریخ کے نتائج ہیں۔ مارکس سے قبل تاریخ کے ابتدائی نظریوں میں دو بڑے نقائص دکھائی دیتے ہیں۔ اولاً یہ کہ تاریخ

کہ ان نظریوں نے تاریخی سرگرمیوں کی تصوراتی تحریکات کو پیش کرتے وقت ان تحریکات کی ابتدا کو نظر انداز کر دیا اور مجلسی تعلقات میں مادی پیدائش کے ارتقا کو فراموش کر دیا۔ ثانیاً ابتدائی مورخوں نے عوام کی سرگرمیوں کو پس پشت ڈال دیا۔

مارکس صنفِ نازک پر قلم اٹھاتے ہوئے لکھتا ہے کہ تمام بورژوا ہم آہنگ ہو کر کہتے ہیں کہ تم اشتمالی عورتوں کو ایک فرقہ کی صورت میں پیش کر رہے ہو۔ مارکس اس اعتراض کا ان الفاظ میں جواب دیتا ہے :۔

"بورژوا کے نزدیک اس کی بیوی محض ایک آلۂ پیدائش ہے اور وہ یہ بھی سن رہا ہے کہ آلات پیدائش کو مشترکہ ملکیت قرار دیا جائیگا چنانچہ وہ اس کے سوا کسی دوسرے نتیجہ پر نہیں پہنچتا کہ تمام مشترک اشیا کی طرح عورت کو بھی ایسا ہونا پڑے گا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بورژوا کو اس امر کا خیال تک بھی نہیں ہوتا۔ کہ اصل مقصد عورتوں کی موجودہ "آلۂ پیدائش کی حیثیت" کو بدلنا ہے۔ اس سے زیادہ مضحکہ خیز اور کوئی چیز نہیں ہو سکتی کہ بورژوا عورتوں کے مسئلہ کے متعلق اشتمالیوں کو یہ طعنہ دیں کہ وہ عورتوں کی ایک جداگانہ جماعت بنانا چاہتے ہیں۔ اشتمالیوں کو عورتوں کی جماعت پیدا کرنے کی چنداں ضرورت نہیں کیونکہ وہ صدیوں

سے قائم ہے۔ زنان بازاری کے علاوہ پرولتاریہ کی بیویاں اور بیٹیاں بورژوا کے رحم وکرم پر ہیں۔ علاوہ ازیں وہ ایک دوسرے کی بیویوں سے بھی ناجائز تعلقات قائم کئے ہوئے ہیں۔ بورژوا کا دستورِ شادی ایک ایسا طریقہ ہے جس میں بیویاں مشترک ہیں۔ اور اشتمالی چاہتے ہیں کہ عورتوں کی ایک آئینی جماعت بنائی جائے۔ یہ امر بالکل واضح ہے کہ پیدائش کے موجودہ نظام کو بدل دینے سے عورتوں کی وہ جماعت بدل جائے گی جو اس نظام سے پیدا ہوئی ہے ـــــ عصمت فروش۔"

کارل مارکس پانچ مئی ۱۸۱۸ء کو پیدا ہوا۔ وہ اپنے والدین کی طرف سے یہودی تھا۔ مارکس اپنے بہن بھائیوں میں تنہا تھا۔ جس نے اپنی قابلیت سے مشرق ومغرب کے اربابِ علم کو دعوتِ فکر دی۔ جب مارکس کی عمر چھ برس تھی۔ تو اس کے افراد خاندان نے عیسائیت قبول کی۔ مارکس کے ذہن پر اس تبدیلیٔ دین کا کیا اثر ہوا، اس کا اندازہ لگانا کوئی آسان کام نہیں مارکس نے اپنے آبائی گاؤں کے اسکول میں تعلیم حاصل کی جہاں اس کے اساتذہ نے اس کی قابلیت سے اس کی عظمت کا اندازہ کیا ہوگا۔ ٹریوس میں مارکس نے ادب کے لئے اچھا خاصا ذوق پیدا کر لیا۔ ۱۸۳۵ء میں مارکس بون یونیورسٹی میں داخل ہوا۔ اس سے قبل مارکس کے ذہن پر جینی فان ویسٹ فیلن

کے حسن و جمال کا گہرا نقش پیدا ہو چکا تھا۔ جینی کی محبت مارکس کے دل سے عمر بھر محو نہ ہو سکی۔

مارکس ایک سال تک بون میں قانون کی تعلیم پاتا رہا۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس مدت میں مارکس یونیورسٹی کی رنگین محفلوں میں کھویا رہا۔ ۱۸۳۶ء میں مارکس برلن میں تھا۔ اب مارکس کی ذہنی سرگرمیوں کا آغاز ہوا۔ اس زمانہ میں برلن اپنی شہرت کے معراج کمال پر تھا۔ برلن کے علمی حلقوں پر ہیگل کا اثر واقتدار چھایا ہوا تھا۔

مارکس کے فلسفہ کو سمجھنے کے لئے ان تمام مفکروں کے افکار و آراء اور فلسفیانہ تصورات کا سمجھنا ضروری ہے۔ جو اس کے پیش رو تھے لیکن اس ضمن میں ہم ایک فلسفی کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔ مارکس نے ہیگل سے نہ صرف خیالات اخذ کئے بلکہ ایک مکمل فلسفیانہ نظام۔ مارکس کو سمجھنے کے لئے ہیگل سے باخبر ہونا ضروری ہے۔ مارکس اور ہیگل کے تعلقات پر لینن لکھتا ہے۔ کہ ہیگل کے مطالعہ کے بغیر مارکس کا سمجھ لینا ناممکن ہے۔

ہیگل ۱۷۷۰ء میں سٹٹ گارٹ کے مقام پر پیدا ہوا۔ ٹوبجن میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد اس نے کافی زمانہ درس و تدریس میں صرف کیا جب نپولین نے جینا کو فتح کیا۔ تو وہ یونیورسٹی کا پروفیسر نہ رہ سکا۔ ہیگل کئی

سال تک ایک اخبار کا ایڈیٹر رہا۔ اس نے ۱۸۳۱ء میں وفات پائی۔ ہیگل کے فلسفہ کے اسرار و رموز سے قطع نظر (جن سے کلی طور آگاہ ہونے کا مجھے دعویٰ نہیں) ہم ہیگل کے صرف ان تصوّرات کا اجمالی طور پر تذکرہ کرتے ہیں۔ جنکے بغیر مارکسیت کا مفہوم ادا نہیں کیا جاسکتا۔ سب سے پہلے فطرت اصلی کے ہیگلی تصوّر کو سمجھنا چاہیئے۔ اس کے نزدیک روح فطرتِ اصلی کی کُل ہے۔ روح یا تصوّر ازلی صداقت ہے۔ تصوّر ہر چیز سے واقف ہے۔ اور ہر چیز اس سے آگاہ ہوسکتی ہے۔ تصوّر کی منزلِ مقصود معرفت کل ہے۔ اور چونکہ وہ خود کل ہے۔ اس لئے اس کی منزل مقصود معرفت کل ہے۔ تاریخ محض ایک ایسا تسلسل ہے جس سے تصوّر (روح یا عقل) عدم معرفت سے معرفت خود کی طرف سفر کرتا ہے۔ پس تمام کائنات کا خلاصہ تصوّر ہے۔ اور کائنات کا ارتقا اس تصوّر کی وہ حرکت ہے۔ جو اسے معرفتِ خود کے لئے کرنی پڑتی ہے اصول ارتقا کیا ہے؟ وہ کیا ہے جس سے ایک وجود دوسرے وجود میں بدل جاتا ہے اور ایک چیز کی حقیقت دوسرے میں منتقل ہو جاتی ہے؟ مارکس نے ہیگل کے اس فلسفیانہ نظام کو اخذ کیا ——— جدلیات!

برلن میں مارکس نے تاریخ، فلسفہ، جغرافیہ، قانون، ادب اور جمالیات کا ایک ذہین اور طباع یونیورسٹی طالب علم کی طرح مطالعہ کیا۔ اس نے اشعار بھی کہے۔ ان اشعار میں مسائل حیات کے سوا اور کونسے تصوّرات پیش کئے گئے

ہو نگے؛ وہ مجلسی زندگی سے الگ تھلگ مطالعہ میں مصروف رہا۔ ۱۸۳۷ء کے موسم سرما میں کارل مارکس نے اپنے لئے چند تصورات وضع کر لئے۔ کانٹ کے فلسفہ کو ترک کر کے اس نے ہیگل کے مابعدالطبیعات کو قبول کر لیا۔ مارکس کے ذہن کو مقام کانٹ سے منزل ہیگل کی طرف سفر کرنے میں بہت سی اذیتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ ان ایّام میں مارکس اپنے باپ کو خط میں "سمندروں کی گہرائیوں میں غوطہ لگا کر چمکتے ہوئے موتیوں کو حاصل کرنے کی" خواہش کا اظہار کرتا ہے۔ وہ ذہنی اذیت اور روحانی کرب کا شکار رہتا۔ اس نے اپنی نظموں اور افسانوں کو جلا دیا۔ اس نے ان مباحث سے دور رہنے کی کوشش کی جو ہیگل کے فلسفہ کے متعلق ہوتے رہتے تھے۔ لیکن مارکس نے ہیگل سے دور رہنے کی جس قدر کوشش کی اتنا زیادہ وہ ہیگل کے فلسفیانہ نظام میں محصور ہو گیا۔

قدرتی طور پر اس سے مارکس کے باپ کو تکلیف پہنچی۔ وہ اپنے کارل کو وکیل یا سرکاری ملازم دیکھنا چاہتا تھا۔ "کارل دوسرے طالب علموں کی طرح کیوں محنت نہیں کرتا؟ اسے اپنے مستقبل کا کیوں خیال نہیں؟"

مارکس کا باپ رات کی تنہائیوں میں اپنے بیٹے کے متعلق اسی قسم کے الفاظ میں غور کرتا ہو گا۔ باپ اپنے بیٹے کی ذہنی اذیتوں کو اس سے زیادہ نہ سمجھ سکا۔ کہ اس کی صحت خراب ہو چکی ہے۔ اور وہ ایسی کتابوں کا مطالعہ

کرتاہے۔ جن کا قانون سے کوئی تعلق نہیں۔ لیکن مارکس کے افکار میں حیرت انگیز تبدیلی رونما ہو چکی تھی۔ چنانچہ مارکس کا باپ اپنے بیٹے کی جدید خواہشات کی جانب مائل ہو گیا۔ مارکس نے یونیورسٹی کے اسٹاف میں شامل ہونے کا عزم کرلیا۔ اور اس مقصد کے حصول کے لئے اس نے رات دن فلسفہ قانون کا مطالعہ شروع کر دیا۔ مارکس نے ۱۸۴۱ء میں دیموکریٹس اور اپی کیورس کے فلسفوں پر ایک ڈاکٹورل لکھا اور اسی سال جینا یونیورسٹی نے اُسے ڈاکٹر کی ڈگری دی۔ وہ یونیورسٹی میں کسی ملازمت کا منتظر تھا۔ اگر یہ ملازمت مارکس کو مل جاتی تو یورپی سوشلزم کی تاریخ بالکل مختلف ہوتی۔ اس زمانہ میں پروشیا کا نظام تعلیم ان نوجوانوں کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتا تھا۔ جن کے خیالات میں کسی نوعیت کی جدت ہوتی۔ درس و تدریس کے دروازے نوجوان مارکس پر بند کر دئیے گئے چنانچہ مارکس نے صحافت کو ذریعہ معاش بنانا چاہا۔ ۱۸۴۲ء میں ایک دلکش موقعہ اس کے سامنے تھا!

"رینش زیٹینگ" کا پہلا شمارہ یکم جنوری ۱۸۴۲ء کو شائع ہوا۔ اس اخبار کا ایڈیٹر مارکس کا گہرا دوست تھا۔ اس نے مارکس سے قلمی معاونت طلب کی چنانچہ مارکس نے اس اخبار میں ایسے زوردار مقالے لکھے۔ جن کی وجہ سے اس کی شہرت علمی حلقوں میں پھیل گئی۔ فیوئرباخ اور موزز ہس سے اسکے تعلقات بہت گہرے ہو گئے۔ اکتوبر میں پہلے ایڈیٹر کے چلے جانے کے بعد مارکس نے

اس اخبار کی عنانِ ادارت کو سنبھالا۔ مارکس کو پہلی مرتبہ سیاسیات حاضرہ پر قلم اٹھانے کا موقعہ ملا۔ اس نے جرمن اور فرانسیسی سوشلزم کا مطالعہ کیا صوبہ رائن کے زرعی مسائل نے اسے معاشی حالات کی طرف متوجہ کیا۔ اس اخبار میں فرانس کے سوشلسٹوں کے افکار شائع ہوتے رہتے تھے۔ مارکس ان مسائل کا گہرا مطالعہ کرنے کے بعد اپنے خیالات پیش کرنا چاہتا تھا۔ مسائل حاضرہ کا گہرا مطالعہ کرنے کے بعد اپنی رائے ظاہر کرنے والا اخبار نویس مالکانِ اخبار کی نگاہوں میں مقبول نہیں ہو سکتا۔ بورژوا صحافت میں مسائل کو پرولتاری زاویہ نگاہ میں پیش کرنا امر محال ہے۔ چنانچہ مارکس کو اس اخبار سے علیحدہ ہونا پڑا۔ مارکس کی جینی سے شادی ہو چکی تھی۔ دو سال تک معاشیات کا مطالعہ کرنے کے بعد مارکس ایک پکا سوشلسٹ تھا۔

روٹی کا سوال حل طلب تھا۔ چنانچہ مارکس ۱۸۴۳ء میں "فرینکو جرمن ہیئر بکر" کا ایڈیٹر ہو کر پیرس گیا۔ لیکن اس رسالہ کا صرف ایک ہی شمارہ شائع ہو سکا اس شمارہ میں فریڈرک اینگلز کا بھی ایک طویل مقالہ شائع ہوا تھا۔ اس مقالہ کی اشاعت سے مارکس اور اینگلز میں خط و کتابت شروع ہو گئی۔ ۱۸۴۴ء میں اینگلز نے پیرس پہنچ کر مارکس سے ملاقات کی۔ یہ ملاقات آغاز تھا۔ اس دوستی اور رفاقت کا جسے موت کا دستِ سرد بھی جدا نہ کر سکا۔

فریڈرک اینگلز رائن لینڈ کے ایک دولت مند کارخانہ دار کا بیٹا تھا۔

مانچسٹر کے قریب اس کے باپ کا ایک مل تھا۔ ۱۸۴۲ء میں اینگلز کو اس مل میں بھیجا گیا تاکہ انگلستان کے تجارتی حالات کا مطالعہ کر سکے۔ اینگلز مجلسی اور معاشی حالات کا بہت بڑا نقاد تھا۔ اس کا ثبوت اس کی کتاب "۱۸۴۴ء میں انگلستان کے محنت کش طبقات کے حالات" ہے۔ چارٹسٹ تحریک کا حامی اور آدون کے رسالہ کا مقالہ نگار اینگلز، مارکس کے افکار سے متاثر ہوئے بغیر کیونکر رہ سکتا تھا؟ وہ مارکس کا ایک وفادار دوست تھا۔ ذاتی شہرت کی لئے ذرہ بھر پروا نہ تھی۔ اس کی ادبی اعانت اور مالی مدد نے مارکس کے مستقبل کو تعمیر کیا۔ دونوں کی سرگرمیوں کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کہا جا سکتا۔ اینگلز کی مدد کے بغیر "سرمایہ" کی پہلی جلد کا شائع ہونا محالات میں سے تھا۔ مارکس کی موت کے بعد اینگلز نے "سرمایہ" کی دو جلدیں شائع کر کے اپنے آقا کی روح کو مسرت بخشی۔ اینگلز کے بغیر مارکس کا اپنے دوسرے ہم عصر جلا وطنوں کی طرح تباہ و برباد ہو جانا ایک یقینی امر تھا۔ ۱۸۴۵ء میں مارکس نے "مقدس خاندان" کے نام سے ایک کتاب لکھی۔ اس کتاب میں مارکس نے تاریخ کے مادی نظریہ کا خاکہ پیش کرنے کے علاوہ بردنو بار کے افکار کی تردید کرتے ہوئے ہیگلی جماعت سے اپنی علیحدگی کا اظہار کرتا ہے۔ اسی زمانہ میں مارکس اس امر کی تلقین کرتا ہے۔ کہ جرمنی میں بورژوا انقلاب کا زمانہ گزر چکا ہے۔ اور اب پرولتاری انقلاب کا وقت ہے۔ پیرس کا زمانہ قیام مارکس کی زندگی میں

بہت زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ انہی ایام میں مارکس اور پرودھن کی راتیں ہیگل فلسفہ کو مجلسی علوم پر منطبق کرنے میں صرف ہوئیں۔ لیکن مباحث کا یہ سلسلہ زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکا۔ پروشین حکومت کے ایما پر جنوری ۱۸۴۵ میں مارکس کو فرانس سے جلا وطن کر دیا گیا۔ اب جلا وطنیوں کا ایک طویل سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ مارکس نے عالم جلا وطنی ہی میں انتقال کیا۔ مارکس پیرس سے برسیلز چلا گیا۔ اور ۱۸۴۸ کے انقلاب تک وہاں رہا۔ اینگلز نے مارکس کو اپنے کتب خانہ کی بہترین کتابیں مہیا کیں۔ مارکس نے پرودھن پر شدید نکتہ چینی کی۔ یہ تنقید ۱۸۴۷ میں شائع ہوئی۔ مارکس کے افکار و آرا اور اس کا فلسفہ سن بلوغ کو پہنچ چکا تھا۔

ایک ماہر معاشیات کی حیثیت سے پرودھن کا مارکس سے موازنہ کوئی معنی نہیں رکھتا۔ پرودھن ایک رنگ ساز تھا۔ شب و روز کے عمیق مطالعہ نے اُسے ہیگل کی جدلیات کو معاشی نظام پر منطبق کرنے کی جرأت بخشی۔ لیکن وہ اپنے فلسفیانہ نقوش میں پوری طرح سے رنگ نہ بھر سکا۔ مارکس اور پرودھن کے افکار ایک دوسرے سے متضاد ہیں۔

> "پرودھن کے خیالات کسان سوشلزم کی طرف مائل تھے۔ جس میں ریاست کے مرکز کو بہت کم اختیارات دیئے گئے تھے۔ وہ ایک مصلح تھا۔ اس کے معاشی نظریات اخلاقی نظریوں کے

ماتحت تھے۔ مارکس جدید انڈسٹریل ازم کا نمائندہ تھا۔ وہ پروڈہن کے مقابلہ پر ایک تربیت یافتہ فاضل تھا۔ مارکس نے نہایت آسانی سے اس امر کو ثابت کر دیا تھا۔ کہ پروڈہن نظریہ قدر اور عمل پیدائش سے بالکل بے بہرہ ہے۔ پروڈہن اتنا ضرور جانتا تھا۔ کہ معاشی عدم مساوات کے اسباب نظام پیدائش میں پنہاں ہیں۔ لیکن وہ ان اسباب کو نہ دریافت کر سکا۔ اور نہ آشکار۔ مارکس نے پروڈہن کے چھکے چھڑا دیئے اور حقیقت یہ ہے کہ ایک معاشیاتی کے نزدیک صداقت مارکس کا ساتھ دیتی ہے۔" لہ

مارکس نے پروڈہن کی کتاب "فلسفہ افلاس" کا جواب "افلاسِ فلسفہ" میں دیا۔ یہ کتاب اپنے ہم عصرانہ ماحول کی بہترین ترجمان ہے۔ اس میں مارکس نے ثابت کیا ہے۔ کہ مجلسی ارتقا سے معاشی انقلاب پیدا ہوتا ہے۔ یہ ایک انقلابی کتاب ہے۔ اس کتاب نے یورپی سوشلزم کی تاریخ میں نئے تصورات پیش کئے۔

بروسیلز میں مارکس نے وہاں کے جرمن سوشلسٹوں سے راہ و رسم پیدا کرلی تھی۔ انجمن عدل (لیگ آف دی جسٹ) میں شریک ہو گیا۔ یہ جرمن مزدوروں کی ایک جماعت تھی۔ جس کی شاخیں یورپ کے تمام بڑے بڑے شہروں میں

لہ کارل مارکس از بیرلڈ لاسکی

تھیں۔ یہ لیگ ۱۸۳۶ء میں قائم ہوئی تھی۔ ۱۸۴۰ء اس کا مرکزی دفتر لندن میں منتقل کر دیا گیا تھا۔ اس لیگ کے ان ارکان نے جو پیرس اور برسلیز میں تھے۔ مرکزی دفتر کی توجہ مارکس کی طرف مبذول کرائی۔ دسمبر ۱۸۴۷ء میں مارکس نے اس لیگ کے اجلاس میں شرکت کی۔ اب یہ لیگ کمیونسٹ لیگ بن چکی تھی۔ کمیونسٹ لیگ کی دوسری کانگریس میں مارکس اور اینگلز کے سپرد پروگرام مرتب کرنے کا کام کیا گیا۔ دونوں نے ملکر ایک منشور تیار کیا۔ جو کمیونسٹ مینی فسٹو کے نام سے شائع ہوا۔ ؎

کمیونسٹ مینی فیسٹو کے متعلق مبالغہ نہیں کیا جا سکتا۔ اس میں اس احتجاج کو علمی اور فلسفیانہ صورت میں پیش کیا گیا ہے۔ جو عدم مساوات کے خلاف بلند کیا جا رہا تھا۔ اس نے اشتراکیوں کے مختلف اور منتشر عناصر کو یک جا کر دیا۔ اس منشور نے سوشلزم کو اس الزام سے بری کر دیا کہ وہ سازشیوں انقلابیوں اور تاج شکنوں کی جائے پناہ ہے۔ اس نے سوشلزم کے مقصد اور اس کے تاریخی پس منظر کو پیش کیا اس نے پہلی مرتبہ پرولتاریہ میں بیداری پیدا کی۔ کمیونسٹ مینی فیسٹو میں پیدائشی حقوق کا ذکر نہیں۔ اس میں مابعد الطبیعاتی مسائل پر بحث نہیں کی گئی۔ مینی فیسٹو کے متعلق ہیرلڈ لاسکی لکھتا ہے۔

؎ کمیونسٹ مینی فیسٹو کا اردو ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔ ان اوراق کا محرر اس مینی فیسٹو کا مترجم ہے!

"مینی فیسٹو کا آغاز طبقۂ متوسط کے ارتقاء سے ہوتا ہے۔ جاگیرداری پر اس طبقہ کی کامیابی کے بعد دکھایا گیا ہے کہ یہ طبقہ کیونکر سرمایہ دار بن گیا۔ اس حصہ کے اختتام پر موجودہ سرمایہ داری کا لازمی نتیجہ پرولتاری انقلاب بتایا گیا ہے۔ مینی فیسٹو کے دوسرے حصہ میں طبقاتی کش مکش کا ذکر اور تاریخ کے فلسفیانہ نظریات پیش کئے گئے۔ ان حصص کے بعد پیش رو سوشلسٹ ادب پر نکتہ چینی کی گئی ہے۔ اس حصہ کا ہر لفظ ایک چیلنج ہے۔"

"کمیونسٹ مینی فیسٹو" کے شائع ہوتے ہی پیرس میں انقلاب رونما ہوا۔ بلجیمی حکومت نے مارکس کو جلا وطن کر دیا لیکن اسی اثنا میں فرانس کی ہنگامی حکومت نے مارکس کو لکھا۔

"ظلم و تشدد نے آپ کو جلا وطن کیا تھا۔ اور اب ایک آزاد فرانس آپ پر اپنے دروازے کھولتا ہے۔"

چنانچہ مارکس پیرس روانہ ہوا۔ لیکن وہاں زیادہ دیر قیام نہ کر سکا۔ جرمنی انقلاب کے شعلوں کی لپیٹ میں تھا۔ مارکس کے لئے بہترین مقام رائن لینڈ تھا چنانچہ پیرس سے چند کمیونسٹ دوستوں کے ہمراہ وہ کولون پہنچا۔ کولون میں "نیو رائنیشن زیٹنگ" کی ادارت مارکس کے سپرد کی گئی۔ یہ اخبار مشکل سے ایک سال تک زندہ رہ سکا۔ احتساب نے اس کے وجود کو ختم کر دیا۔ مارکس کولون

سے پیرس پہنچا۔ لیکن صرف جون کے خونین ایام دیکھنے کے لئے۔ جولائی ۱۸۴۹ء کو حکومت فرانس نے اسے جلاوطن کر دیا۔ مارکس نے لندن جانے کا فیصلہ کر لیا۔

مارکس کا لندنی زمانہ جہاں اس کی زندگی کا اہم ترین حصہ ہے۔ وہاں معاشی مشکلات اور مالی پریشانیوں کی ایک دل ہلادینے والی داستان ہے۔ دنیا میں اچھے لوگوں کے لئے کس قدر مصیبتیں ہیں؟ دنیا ان کے لئے کتنی تنگ ہو جاتی ہے؟ مارکس نے لندن میں ہمت نہ ہاری۔ لندنی زندگی کے ابتدائی دس سالوں میں اس کے افراد خاندان کو دو وقت روٹی بھی میسر نہ آتی تھی۔ اپنے بال بچوں کا پیٹ پالنے کے لئے مارکس کو اپنے کپڑے تک رہن رکھنے پڑے۔ ۱۸۵۱ء سے ۱۸۶۰ء تک اس کا ذریعہ معاش "نیویارک ٹریبون" کی نامہ نگاری تھا۔ وہ اپنے مراسلوں میں صحافی سے زیادہ فلسفی دکھائی دیتا ہے۔ ۱۸۶۰ء کے بعد ولہیلم وولف اور اینگلز کی اعانت نے مارکس کی مالی پریشانیوں کو رفع کر دیا۔ مارکس دن بھر برٹش میوزیم میں اشتراکی معاشیات مرتب کرنے میں مصروف رہتا۔ "سرمایہ" کی ترتیب و تدوین میں شبانہ روز مشغول تھا۔ وہ میوزیم کھلنے پر داخل ہوتا اور اس وقت تک مصروف مطالعہ رہتا جب میوزیم کے ملازم اسے باہر نہ نکال دیتے۔ میوزیم میں اس کے ہمراہ جلاوطن بھائیوں کی ایک جماعت ہوتی جو اسے تحقیق کے کاموں میں مدد دیتی۔ بسمارک نے مارکس کو جرمنی میں ایک بہت بڑے عہدہ کی دعوت دی۔ لیکن مارکس اپنے کام میں مصروف رہا۔ علمی کارناموں کی تاریخ میں مارکس سے زیادہ ایثار سے شاید

ہی کسی نے کام لیا ہو۔ علم و دانش کی تلاش میں اس نے ایک بہت بڑے سرکاری عہدہ کی پیش کش کو ٹھکرا دیا۔ مارکس نے علم کی جستجو میں اپنے افراد خاندان کو بے پناہ مصائب میں مبتلا کر دیا۔ لیکن اس کی رفیقۂ حیات مارکس کے کام میں اس قدر دلچسپی لیتی کہ مارکس اپنی تمام مصیبتوں کو بھول جاتا انسانی عظمت میں عورتوں کو کتنا بڑا دخل ہے؟

لندن کے علمی حلقوں میں مارکس کی مصروفیات کے متعلق بہت کم معلومات مل سکتی ہیں۔ جون اسٹورٹ مل سے اس نے ایک مرتبہ ملاقات نہ کی۔ انگلستان کی ٹریڈ یونین تاریخ میں مارکس کا نام اس لئے قابل ذکر نہیں ہوتا کہ اس نے انقلابی پروگرام میں سرمایہ و محنت میں مناہمت کرانے کی جدوجہد کو بہت بڑی حماقت خیال کیا تھا۔۔۔۔۔۔ اس کا زیادہ وقت اینگلز اور دوسرے جرمن جلا وطنوں کے ساتھ کٹا۔ لیکن مارکس کا اعتماد صرف اینگلز حاصل کر سکا۔ بیکونن کے متعلق مارکس کا یہ خیال تھا کہ وہ سرکاری آدمی ہے۔ انٹرنیشنل کی جنرل کونسل میں مارکس نے تجویز کیا تھا۔ کہ لنکن کو دوسری مرتبہ امریکہ کا صدر منتخب ہونے پر مبارکباد کا تار دیا جاتے۔ مارکس نے روس کے اس رویہ کی مذمت میں حصہ لیا جو اس نے پولینڈ کی بغاوت کو دبا دینے میں اختیار کیا تھا۔ "سرمایہ" کی ترتیب و تدوین کے علاوہ لندن میں مارکس نے پہلی انٹرنیشنل میں بہت زیادہ کام کیا۔ ۱۸۶۳ء میں پولینڈ کی بغاوت کے سلسلہ میں برٹش لیبر

نے پہلی مرتبہ بین الاقوامی سیاسیات میں حصہ لیا۔ اسی کش مکش کے سلسلہ میں اوڈگر نے یہ تجویز کیا تھا۔ کہ مزدوروں کے مفاد کا یہ تقاضا ہے کہ بین الاقوامی کانفرنسیں منعقد کی جائیں۔ چنانچہ اس خیال کو باقاعدہ تحریک کی صورت میں پیش کرنے کے لئے ستمبر ۱۸۶۴ء میں ایک اجلاس منعقد ہوا۔ مارکس نے بھی اس اجلاس میں شرکت کی۔ مارکس اس نئی تحریک کی اہمیت کو فوراً سمجھ گیا۔ چنانچہ اس نے اس کانفرنس میں جو افتتاحی خطبہ پڑھا اسے ہم "کمیونسٹ مینی فسٹو" کا جدید ایڈیشن کہہ سکتے ہیں۔ اس خطبہ کی اساس عالمگیر ہونے کی نسبت ٹریڈ یونین تحریک ہے۔ اندرونی تنازعات کی وجہ سے انٹرنیشنل ختم ہو گئی۔

۱۸۶۷ء میں "سرمایہ" کی پہلی جلد جرمن زبان میں شائع ہوئی۔ بہت جلد اس کے فرانسیسی اور روسی تراجم شائع ہوئے۔ روس میں اس کتاب کو امٹ مقبولیت حاصل ہوئی۔ پانچ سال میں "سرمایہ" جرمن سوشلسٹ ادب کی محوری کتاب بن گئی۔ "سرمایہ" کو پایہ تکمیل تک پہنچانا مارکس کی تقدیر میں نہیں تھا۔ افلاس اور تنگدستی نے مارکس کی صحت کو خراب کر دیا تھا۔ اس کی زندگی کے آخری بارہ برس طرح طرح کی بیماریوں میں کٹے۔ اس نے اس زمانہ میں روسی زبان کا مطالعہ شروع کر دیا تھا تاکہ وہ روس کے زرعی اور معاشی مسائل پر اچھی طرح سے اظہار خیال کر سکے۔ ۱۸۷۰ء میں اس نے "سرمایہ" کی دوسری جلد شائع کرنے کی کوشش کی۔ لیکن اس کی صحت خراب ہو چکی تھی۔ مزدوروں اور غریبوں کا دوست موت

کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ دسمبر ۱۸۸۱ء میں اس کی رفیقۂ حیات چل بسی۔ اب مارکس کی دیکھ بھال کون کرے؛ چنانچہ ۱۴ مارچ ۱۸۸۳ء کو مزدوروں کو پیامِ زندگی دینے والے کی زندگی ختم ہو گئی۔ اینگلز نے اپنے استاد کی موت کے بارہ سال بعد "سرمایہ" کو مکمل صورت میں پیش کیا۔

مدفنِ مارکس کے لئے اس سے اچھا کتبہ اور کیا ہو سکتا تھا؛

تعلیمات

جدلیات ایک ایسا عمل ہے جس میں متضاد اشیاء کی
کش مکش ارتقائی مراحل پیدا کرے

طالب علمی کے زمانہ میں مارکس نے ہیگل کے فلسفہ کو تسلیم کر لیا تھا لیکن اس نے ہیگل کی جدلیات کو اس انداز میں اپنایا کہ دریا کو سرچشمہ سے کوئی تعلق نہ رہا۔ ہیگل کی زندگی، اس کا فلسفہ اور اس کے تصوّرات پر بحث کرنا اس کتاب کا کام نہیں۔ اس کتاب کے پہلے باب میں ہیگل کا اجمالی تذکرہ ہو چکا ہے۔ چونکہ ہیگل کی جدلیات کے بغیر مارکس کے فلسفیانہ تصوّرات کا سمجھ میں آنا دشوار ہے۔ اس لئے ہم پہلے ہیگل کی جدلیات کو بیان کریں گے۔ اور زاں بعد

بتائیں گے۔ کہ مارکس نے اسے کس طرح اپنایا۔ اور اس میں کونسی تبدیلیاں کیں :۔

جدلیات کیا ہے ؟

جدلیات ایک ایسا عمل ہے جس میں متضاد اشیاء کی کش مکش ارتقائی مراحل پیدا کرے۔ ہیگل کہتا ہے کہ ہر چیز ——— ماسوا کل ——— نہ صرف اپنا وجود ہے بلکہ اپنی ضد بھی ہے۔ اشیا کو سمجھنے کے لئے ان کا سمجھ لینا کافی نہیں۔ بلکہ ان کی ضد کا بھی ——— جو وہ نہیں ہیں۔ یہ آخری صورت ہمارے ذہن کا نتیجہ نہیں بلکہ اس وجود کا قانونِ عمل ہے۔ ہیگل اپنے فلسفہ کو دعویٰ، تضاد اور ترکیب کی صورت میں پیش کرتا ہے۔ یہ ترکیب آخری اور قطعی نہیں ہوتی۔ ایک شے کا دعویٰ دوسری شے کا تضاد ہو جاتا ہے۔ اور یہ سلسلہ یونہی جاری رہتا ہے۔ دعویٰ تضاد اور ترکیب کی فلسفیانہ اصطلاحات سے بیگانہ قاری کو الجھنوں میں نہیں پڑنا چاہیے۔ عام فہم الفاظ میں ہم ہیگل کی جدلیات کو اس طرح پیش کر سکتے ہیں :۔

چند مثالیں :۔

زید دوسرے لوگوں پر حد سے زیادہ اعتماد کرنے کے بعد یہ خیال کرتا ہے کہ اعتماد کرنا حد سے نقصان دہ ہے۔ چنانچہ اس کے ذہن پر عدم اعتماد کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ اور یہ ضد ہوتی ہے۔ حد سے بڑھے ہوئے اعتماد کی۔ چنانچہ اعتماد اور عدم اعتماد میں کش مکش کے بعد اعتدال کی صورت

پیدا ہو جاتی ہے۔

جدلیاتی میں ہم اس کا تجزیہ اس طرح کر سکتے ہیں :-

حد سے بڑھا ہوا اعتماد ـــــ دعویٰ

حد سے بڑھا ہوا عدم اعتماد ـــــ تضاد

اعتماد میں اعتدال ـــــ ترکیب

حد سے بڑھا ہوا اعتماد اور حد سے بڑھا ہوا عدم اعتماد دو متضاد اشیاء ہیں۔ ان کی باہمی کش مکش نے اعتماد میں اعتدال پیدا کر دیا۔

ایک شخص حد سے زیادہ کھاتا ہے۔ پیٹو ہے۔ پرخوری کی وجہ سے اس کی زندگی میں ایک وقت ایسا آتا ہے۔ جب اسے اشیائے خورد و نوش سے نفرت ہو جاتی ہے۔ لیکن پرخوری اور اشیائے خورد و نوش کی نفرت کی باہمی کش مکش اسے محض شکم پری پہ لے آتی ہے۔ اس کا جدلیاتی تجزیہ یوں ہوگا :-

پیٹو پن ـــــ دعویٰ

کھانے سے نفرت ـــــ تضاد

محض شکم پری ـــــ ترکیب

ایک سوال :-

موہن جسمانی طور پر بہت کمزور ہے۔ اسے ورزش کے لئے کہا جاتا ہے۔ چنانچہ وہ حد سے زیادہ ورزش کرتا ہے۔ اسے کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ وہ ورزش

کو اعتدال پر لاکر اپنے جسم کو سڈول اور حسین بنا لیتا ہے۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ اس میں دعوے، تضاد، اور ترکیب کیا ہے؟

کوئی چیز ختم نہیں ہوتی۔ ہر چیز اپنی ضد میں مدغم ہو جاتی ہے۔ ہیگل نے جدلیات کا اطلاق افراد، اشیا، معاشیات، اور سائنس کے مفروضوں پر کیا۔ مارکس نے ان اصولوں پر عالمگیر تاریخ کا خاکہ تیار کیا۔ ؎

"ہیگل کے فلسفہ میں کسی چیز کا وجود اس کی ضد کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ تاریکی، جھوٹ اور پستی کا تصور روشنی، سچائی اور بلندی کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ اگر کسی ایک تصور کو دعوے کہیں تو اس کی ضد کو تضاد کہا جائے گا۔ چنانچہ اس کائنات میں بے شمار دعوے اور تضاد پائے جاتے ہیں۔ اس کائنات میں کشمکش ایک ابدی حقیقت ہے۔ دعوے اور تضاد میں کشمکش، اس قسم کی کشمکش میں دعوے اور تضاد ایک دوسرے بارہا متاثر ہوتے ہیں۔ اور اس کشمکش میں ایک نیا مظہر پیدا ہوتا ہے ——— ترکیب ہیگل کے نزدیک اس کائنات کی ہر تبدیلی دعوے تضاد اور ترکیب سے عبارت ہے ——— اور یہ تصور کی دنیا میں ہوتا ہے" ؎

؎ ہیگل کی کتاب فلسفہ تاریخ ملاحظہ کریں۔ ؎ معاشی نظاموں کا موازنہ۔

وجودیت:۔ یہ عقیدہ کہ ہر نوع کے کلی تصورات جنہیں اسمائے کلی ظاہر کرتے ہیں خارج میں موجود ہیں۔ مادی اشیا کا وجود حقیقی ہے نہ کہ خیالی۔

مارکس کا نظریہ :-

متصادم قوتوں کے دعوے اور تضاد سے ترکیب کے پیدا ہونے کے اصول کو مارکس نے فلسفیانہ صداقت تسلیم کر لیا۔ اس کے باوجود مارکس نے ہیگل کے اس نظریہ کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا کہ ان متصادم قوتوں کا وجود صرف انسانی ذہن میں ہوتا ہے۔ چنانچہ مارکس نے ہیگل کے فلسفہ کے ایک حصہ کو مان لیا اور دوسرے سے انکار کر دیا۔ مارکس کے نزدیک ذہن جس شئے کا تصور کرتا ہے وہ بذاتِ خود ایک حقیقت ہوتی ہے۔ ذہن میں خارجی اشیاء کا وجود باہر سے پیدا ہوتا ہے اور تصوّرات اس بیرونی مظہر کا عکس ہوتے ہیں۔ اسلئے حوادث کے تصوّرات تشریح طلب نہیں ہیں۔ بلکہ وہ حوادث جو ذہن میں مکین ہیں۔ ہم کسی حد تک یہ کہہ سکتے ہیں کہ مارکس نے ہیگل کی تصوّریت کو وجودیت میں بدل دیا۔ مارکس کے نزدیک دعوے، تضاد کا وجود کائنات میں موجود ہے اور جس کا خارجی مظہر ترکیب کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ جو اپنے وقت پر دعوے اور تضاد کی صورت اختیار کرنے کے بعد ایک نئی ترکیب ہو جاتا ہے۔

ہیگل فلسفہ پر مارکس کے "وجودی اطلاق" کی بنا پر اسے ہیگل کے بہت سے مقلدوں کے ساتھ علمی جنگ کرنی پڑی۔ ہیگل کے مقلّدین اسکے فلسفہ تصوّریت سے الگ ہو کر کچھ نہیں سوچ سکتے۔ مارکس نے ہیگل کی جدلیات

کو ایک انقلابی آلہ کی صورت میں بدل دیا۔ اس نے انسانی زندگی کے واقعات پر جدلیات کا اطلاق کیا۔ ہم اسے مارکسی جدلیات کہہ سکتے ہیں۔

حد بندی :۔

مارکسی جدلیات کا اطلاق کائنات کے ہر مظہر پر ہوتا ہے۔ ثانیاً اس نے انسانی ذہن کو کائنات کا ایک حصہ تسلیم کیا۔ مارکس نے جدلیات کو دو امور میں محدود کر دیا۔ فلسفہ کے ایک طالب علم کے لئے یہ امر ناممکن ہے۔ کہ وہ کسی فلسفیانہ تصوّر کا اطلاق تمام علوم پر کرے۔ علم زیادہ ہے اور عمر کم۔ اس امر کو تسلیم کرتے ہوئے کہ جدلیات کا اطلاق کائنات کے ہر مظہر پر ہو سکتا ہے۔ مارکس نے اس کا اطلاق مجلسی اداروں پر کیا۔ مجلسی اداروں پر جدلیات کا اطلاق کرتے ہوئے اس نے ثابت کیا کہ ایک مظہر کی تخلیقی قوت دوسروں سے زیادہ ہے۔ مارکسی اصطلاح میں ہم اس مظہر کو "ذریعۂ پیدائش" کہہ سکتے ہیں۔

فرہنگ

جدلیات	DIALECTIC
ارتقا	EVOLUTION
کل	WHOLE

OPPOSITE	ضد
MIND	ذہن
THESIS	دعوےٰ
ANTITHESIS	تضاد
SYNTHESIS	ترکیب
UNIVERSAL	عالمگیر
IDEA	تصوّر
UNIVERSE	کائنات
IDEALISM	تصوّریت
REALISM	وجودیّت
REALISTIC-APPLICATION	وجودی اطلاق
SOCIAL	مجلسی
MODE OF PRODUCTION	ذریعۂ معاش

تاریخ کا معاشی نظریہ

"تمام سماجک، سیاسی، ذہنی اور دھارمک تعلقات
قانونی ادارے، اور نظری تصورات جن کا ظہور تاریخ میں ہوتا
ہے...... زندگی کے مادی حالات سے پیدا ہوتے
ہیں۔"

فریڈرک اینگلز

کارل مارکس کے نزدیک تاریخ معاشی عمل کا نام ہے۔ ذرائع پیدائش سے تمام سماج کی ترکیب و تشکیل ہوتی ہے۔

"تمام سماجک سیاسی، ذہنی اور دھارمک تعلقات، قانونی ادارے اور نظری تصورات جن کا ظہور تاریخ میں ہوتا ہے . . . . زندگی کے مادی حالات سے پیدا ہوتے ہیں: [1]

ذرائع پیدائش میں تبدیلی کے ساتھ ساتھ سماج میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔ تاریخ کے سارے تسلسل میں معاشی عنصر غالب رہتا ہے۔ مارکس کے اس

---

[1] فریڈرک اینگلز:۔ لڈوگ فیورباخ ص۹۳

نظریہ سے یہ نہیں سمجھ لینا چاہئے کہ انسان معاشی مقاصد کے علاوہ جدوجہد ہی نہیں کرتا۔ مارکس اس امر کو تسلیم کرتا ہے۔ کہ انسانی معاشرت کی تشکیل میں معاشی اسباب کے علاوہ دوسرے عناصر بھی کارفرما ہوتے ہیں۔ لیکن دوسرے عناصر معاشی اسباب سے بہت زیادہ مؤثر ہوتے ہیں۔ انسانی عزائم خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہوں۔ ان کی تکمیل کے لئے معاشی عنصر حرف آخرین کی حیثیت رکھتا ہے۔ مارکس نے انسانی تاریخ کے لئے اس نظریہ کو قانون کی صورت میں پیش کیا۔ چونکہ انسانی سرگرمیوں کی کلید پیدائش ہے۔ اس لئے مارکس کے نزدیک انسان کی انفرادی ہستی کوئی معنی نہیں رکھتی۔ پیدائش کا ہمیشہ اجتماعی عمل ہونا ضروری ہے۔ اس کے نزدیک اجتماع ایک اکائی ہے۔ مارکس کے خیال میں انسانی فطرت کوئی چیز ہے۔ فرد کو جماعت کے ماتحت رہنا چاہئے۔ کسی فرد کا اجتماعی مفاد کو اپنے لئے نقصان پہنچانا اس کے نزدیک بے معنی ہے۔ مورخ واقعات نگاری کرتے چلے آتے ہیں۔ اور ماہرین معاشیات معاشی حوادث کے اسباب و علل کا تجزیہ کئے بغیر انہیں پیش کر رہے تھے۔ لیکن مارکس نے درباری مورخوں اور اجیر ماہرین معاشیات کے تراشے ہوئے اصولوں کو ماننے سے انکار کر دیا۔ اس نے صاف الفاظ میں کہہ دیا کہ ساری انسانی تاریخ ذرائع پیدائش کے تغیر سے پیدا ہوتی رہی ہے اور یہ کہ تاریخ کے حوادث کا تعلق خواہ تاجر سے ہو یا رعایا سے ان کے ظہور کا سب سے بڑا سبب معاشی ہوتا ہے۔ مارکس کے زمانہ میں بہت

سے مؤرخ تاریخی حوادث کے اسباب کی تلاش میں مصروف تھے۔ لیکن مارکس نے ایک ایسا نظریہ پیش کیا۔ جسے نہ تو اس کے پیش رو اور نہ ہم عصر مؤرخ اور ماہرین معاشیات سمجھ سکے۔ مارکس اپنی کتاب "افلاس فلسفہ" میں لکھتا ہے :-

"معاشی اس امر کی وضاحت کرتے ہیں کہ پیدائش کیونکر ہوتی ہے لیکن وہ اس امر کو فراموش کر دیتے ہیں۔ کہ تعلقات کیونکر پیدا ہوتے ہیں یعنی وہ اس تاریخی حرکت کو بھول جاتے ہیں جس سے یہ تعلقات قائم ہوتے ہیں"

تاریخ کے دوسرے نظریات :-

مارکس نے اپنے نظریہ کے علاوہ تاریخ کے جن نظریوں پر بحث کی ان میں صرف دو قابل ذکر ہیں۔ مارکس سے پہلے تاریخ کے متعلق دو نظریئے تھے۔ تصوراتی اور جبری۔ پہلے نظریہ سے یہ مراد ہے کہ تمام تاریخی حوادث انسانی تصورات کے نتائج ہیں۔ ان تصورات کی وجہ سے تاریخی حوادث رونما ہوئے۔ اس نظریہ کے متعلق مارکس کہتا ہے کہ "تصور اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ وہ مادی دنیا کا ایک ذہنی عکس ہوتا ہے"۔ تاریخ کے جبری نظریہ سے یہ مراد ہے۔ کہ انسانی تاریخ کے حوادث کا اسی صورت میں ہونا ضروری تھا۔ جس صورت میں وہ رونما ہو چکے ہیں۔ انسان میں یہ قوت نہیں ہے کہ وہ حوادث کی اس رفتار

کو بدل سکے جو ازل سے مقرر ہو چکی ہے۔ مارکس "تاریخ کے معاشی نظریہ" میں تاریخ کے اس جبری نظریہ کو تسلیم نہیں کرتا۔ وہ اس نظریہ کی تردید میں لکھتا ہے:

"یہ حقیقت ہے کہ انگلستان میں صنعتی ترقی کے باعث اسکاٹ لینڈ کی زمینوں کی قیمت میں نیا تغیر رونما ہوا۔ اس انڈسٹری کی وجہ سے اون کی کھپت کے لئے دروازے کھل گئے۔ اون کو وسیع پیمانہ پر حاصل کرنے کے لئے زرعی اراضی کو چراگاہوں میں بدل دیا گیا۔ اس تبدیلی کے لئے ضروری تھا کہ زمین کے وسیع ٹکڑوں پر قبضہ کیا جائے چنانچہ کم زمینوں کے مالک سب سے پہلے اس کا شکار ہوئے۔ اور اس کے ساتھ ہی ہزاروں کسانوں کو زرعی زندگی چھوڑ کر کارخانوں میں مزدوری کرنی پڑی۔ ان کسانوں کی جگہ چند گڈریوں کو بھیڑیں پالنے پر نوکر رکھ لیا گیا۔ چنانچہ مسلسل تبدیلیوں سے اسکاٹ لینڈ میں بھیڑوں نے انسانوں کو ملک بدر کر دیا۔ کیا آپ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ قدرت کو یہ منظور تھا۔ کہ بھیڑیں اسکاٹ لینڈ سے انسانوں کو نکال دیتیں۔ اگر ہم اسے صحیح تسلیم کرلیں تو یہ تاریخ کا جبری نظریہ ہوگا۔"

فریڈرک اینگلز:۔

کارل مارکس کا دست راست فریڈرک اینگلز تاریخ کے معاشی نظریہ کے متعلق "اینٹی ڈیورنگ" میں لکھتا ہے:۔

"اس نظریہ (تاریخ کا معاشی نظریہ) کی رو سے تمام مجلسی تبدیلیاں اور سیاسی انقلابات کے اسباب کی تلاش افراد کے ذہنوں میں نہیں کرنی چاہئے بلکہ ذرائع پیدائش اور مبادلہ کی تبدیلیوں میں۔ ان اسباب کی تلاش فلسفہ میں نہیں کرنی چاہئے۔ بلکہ متعلقہ ازمنہ کی معاشیات میں۔"

لیڈلر اور بوبر:۔

"تاریخ کے معاشی نظریہ کے متعلق بہت سے جدید مفکروں نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ لیڈلر اور بوبر کے افکار کو ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ اس ضمن میں لیڈلر کی کتاب "اشتراکی تصور کی تاریخ" اور بوبر کی کتاب "تاریخ کے متعلق مارکسی تصریحات" مزید مطالعہ کے لئے بہت مفید ثابت ہونگی۔ لیڈلر لکھتا ہے:۔ "تاریخ کے مادی یا معاشی نظریہ سے یہ مراد ہے کہ ایک خاص زمانہ میں سماج کے معاشی تعلقات سماج کی مجلسی، سیاسی، ذہنی اور اخلاقی ارتقا کی تشکیل کرتے ہیں" بوبر نے مارکس کے اس نظریہ کو محولہ کتاب میں پیش کیا ہے۔ وہ اس نظریہ کے متعلق کہتا ہے:۔ ۔۔۔۔ پیدائش تاریخ کا الف ابجد اور تائے تمت ہے اس کے علاوہ باقی سب کچھ اصل موضوع سے پریشان کن انحراف ہے۔ دوسرے عناصر نے تاریخ میں معمولی تبدیلی پیدا کی۔ لیکن تاریخ کی روح اور سب سے بڑا سبب پیدائش ہے۔

ذریعہ پیدائش :-

"تاریخ کے معاشی نظریہ میں" ذریعہ پیدائش "کی اصطلاح نے اس نظریہ کو بہت محدود کر دیا ہے۔ اگر اس اصطلاح سے مراد صرف پیدائش کے طریق کار ہو تب یہ کہنا بے معنی ہے کہ تمام مجلسی اداروں کا سرچشمہ یہ "ذریعہ پیدائش" ہے مارکس کی تحریروں سے اس امر کا کافی ثبوت مل جاتا ہے۔ کہ تاریخ کے معاشی نظریہ پر بحث کرتے وقت ذریعہ معاش سے اس کی مراد پیدائش کا طریق کار نہیں ہے۔ مزدوروں کی عام حالت' ان کی تنظیم، تقسیم کار، اتحاد محنت، مزدوروں کی قوت پیدائش سب کے سب پیدائش پر اثر انداز ہوتے ہیں مارکس کے "ذریعہ معاش" میں طبعی وسائل بھی شامل ہیں۔ اینگلز تاریخ کے معاشی نظریہ پر بحث کرتے ہوئے "ذریعہ معاش" کو "ذریعہ معاش اور مبادلہ میں تبدیلیاں" ظاہر کرتا ہے۔ مارکس نے اینگلز کی ان تصریحات کو قبول کر لیا تھا۔ اینگلز اور مارکس کی کتابوں میں اس نظریہ کے متعلق بے شمار حوالے موجود ہیں :-

"جدید بار آور قوتوں کو کام میں لانے کے لئے انسان اپنے ذرائع پیدائش کو بدلتے رہتے ہیں اور اس تبدیلی میں وہ اپنے ذرائع معاش کو بدل دیتے ہیں ——— وہ اپنے تمام مجلسی تعلقات بدل دیتے ہیں" [1]

---

[1] افلاس فلسفہ :- کارل مارکس

"تمہارے افکار دآراس سے زیادہ اور کچھ نہیں ہیں کہ تمہارے بورژوا ذریعہ پیدائش کے پیدا کردہ ہیں جس طرح تمہارا قانون تمہارے طبقہ کی مرضی ہے ایک ایسی مرضی جو تمہارے معاشی حالات سے پیدا ہوتی ہے"۔ ؎۱

"ہم اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ . . . . تمام قدیم اخلاقی نظریئے
ایک خاص دور کے معاشی حالات کے پیدا کردہ ہیں"۔ ؎۲

"تاریخ افکار اس سے زیادہ اور کسی چیز کی وضاحت نہیں کرتی کہ ذہنی تخلیق اسی نسبت سے بدلتی ہے جس نسبت سے مادی حالات بدلتے رہتے ہیں"۔ ؎۳

اعادہ :۔

تاریخ بے معنی حوادث کے تسلسل کا نام نہیں ہے۔ بلکہ ایک ایسا تسلسل جو پوشیدہ قوتوں کی وجہ سے جاری وساری ہے۔ تغیر سطح پر ظاہر ہوتا ہے لیکن سطح کے نیچے سیلِ رواں ہے۔ تاریخ کے معاشی نظریہ کا مقصد اس سیلِ رواں کے اسباب و عللّ کی تلاش ہے۔ اس نظریہ نے اس امر کو دریافت کیا ہے۔ کہ

؎۱ کمیونسٹ مینی فیسٹو میں۔ بورژوا سے خطاب۔

؎۲ فریڈرک اینگلز :۔ اینٹی ڈیورنگ میں۔

؎۳ کمیونسٹ مینی فیسٹو۔

ذرائع پیدائش ہی انسانی سوسائٹی میں مجلسی تعلقات کو بدلتے رہتے ہیں۔ یہ نظریہ مجلسی تعلقات کی تبدیلیوں میں دوسرے عناصر کو نظرانداز نہیں کرتا۔ بلکہ ذریعۂ پیدائش کو سب سے زیادہ اہم قرار دیتا ہے۔ جدید ترین تاریخ پر اس نظریہ کا اطلاق نہایت آسانی سے ہو سکتا ہے۔ قدیم تاریخ کے لئے اسے تسلیم کر لینا ہی کافی ہے۔

مزید مطالعہ :-

لیڈلر :- اشتراکی تصور کی تاریخ

بوبر :- تاریخ کی مارکسی تاویل

سڈنی ہک :- مارکس کو سمجھنے کے لئے

مارکس :- سیاسی اقتصاد کا نقاد

اینگلز :- لڈوگ فیور باخ

مارکس اور اینگلز :- کمیونسٹ مینی فیسٹو

فرہنگ

تاریخ کا معاشی نظریہ :- ECONOMIC INTERPRETATION.

MODES OF PRODUCTION	ذرائع پیدائش
MATERIAL	مادی
FACTOR	عنصر
KEY	کلید
COLLECTIVE	اجتماعی
NATURE	فطرت
IDEALIST	تصوراتی
PROVEDENTIAL	جبری
INTELLECTUAL	ذہنی
ANCIENT	قدیم

طبقاتی کشمکش

تمام سیاسی تبدیلیاں مجلسی تصادم سے پیدا ہوتی ہیں۔ اور مجلسی تصادم کی بنا معاشی اسباب ہوتے ہیں۔ اب ہمارے سامنے طبقاتی کشمکش کا اصول عالمگیر مجلسی ارتقا کے عامل کی حیثیت میں پیش ہوتا ہے۔

تمام سیاسی تبدیلیاں مجلسی تصادم سے پیدا ہوتی ہیں اور مجلسی تصادم کی بنا معاشی اسباب ہوتے ہیں۔ اب ہمارے سامنے طبقاتی کش مکش کا اصول عالم گیر مجلسی ارتقا کے عامل کی حیثیت میں پیش ہوتا ہے۔

مجلسی نظام کے ہر دور میں ایک خاص طبقہ اپنے اقتدار سے دوسرے طبقوں کو نقصان پہنچاتا اور انہیں لوٹتا رہتا ہے۔ یہ امر کسی اتفاقی حادثہ کا نتیجہ نہیں بلکہ تاریخ کا ایک ازلی اور ابدی قانون ہے۔ یہ ضروری ہے کہ ہر طبقہ باری باری غلبہ پاتا رہے ہیگل کے نزدیک حقیقت کو اپنی منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے اس قسم کی تبدیلیوں کی ضرورت ہے۔ اس موضوع پر اگر ہیگل کی جدلیات کا انطباق کریں تو ثابت ہوگا کہ ہر غالب طبقہ اپنی ضد پیدا کرتا رہا ہے۔ ایک ایسا طبقہ جو غالب طبقہ کو فنا کر دے۔ حکمران طبقہ اور محروم طبقہ کی کش مکش سے ایک نیا حکمران طبقہ پیدا ہوتا ہے۔

حکمران طبقہ	۔	دعوے
محکوم طبقہ	۔	تضاد
دونوں کی کشمکش سے نئے حکمران طبقہ کی تخلیق	۔	ترکیب

مارکس کے نزدیک اس طبقاتی کش مکش کی ایک آخری منزل ہے۔ اور وہ پرولتاری آمریت ہے۔

عدم طبقاتی سماج :۔

جب سرمایہ داروں کو پرولتاریہ کا سامنا ہو تو یہ کش مکش آسان ترین صورت اختیار کر لیتی ہے۔ اس کش مکش کا لازمی نتیجہ سرمایہ داروں کی تباہی اور پرولتاریہ کا غلبہ ہے۔ پرولتاریہ نہ صرف غالب ہوگا بلکہ تنہا بھی۔ طبقاتی کش مکش کا عمل ختم ہو جائیگا۔ کیونکہ سب سے نچلا طبقہ حکمران ہو جائے گا۔ آخر کار ایک ایسا سماج ظاہر ہوگا۔ جس میں صرف ایک طبقہ ہوگا۔ طبقاتی کش مکش ختم ہو جائے گی کیونکہ یہ کش مکش اسی صورت میں جاری رہ سکتی ہے۔ جب ایک سے زیادہ طبقات ہوں۔ پرولتاری حکومت کو عدم طبقاتی سماج بنائے جانے کی راہ میں کوئی چیز حائل نہیں ہو سکتی۔

ایک حوالہ : میکس بیر اپنی کتاب " کارل مارکس کی زندگی اور تعلیم" میں مندرجہ ذیل خط کا حوالہ دیتا ہے۔ یہ خط کارل مارکس نے ۱۸۵۲ء میں اپنے ایک امریکی دوست کو لکھا :۔

"جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے۔ میں اس امر کا دعوے نہیں کرتا کہ میں نے موجودہ سماج میں مختلف طبقات کی باہمی کش مکش کو دریافت کیا ہے۔ درمیانی طبقہ کے مؤرخ اس سے پیشتر

طبقاتی کش مکش کے ارتقا کو پیش کر چکے ہیں . . . . . اس نظریہ میں میرا حصہ یہ ہے کہ میں نے اس میں ان مسائل کا اضافہ کر دیا ہے۔

(۱) طبقات کا وجود مادی ذرائع پیدائش کی مختلف صورتوں پر منحصر ہے۔

(۲) طبقاتی کش مکش کا لازمی نتیجہ پرولتاری آمریت ہے۔

(۳) یہ آمریت طبقات کو ختم کر کے آزاد اور مساوی انسانوں کا سماج بناتی ہے۔"

سماج اور ریاست :-

طبقاتی کش مکش کے تذکرہ میں اس امتیاز کو فراموش نہیں کر دینا چاہئے جسے مارکس سماج اور ریاست میں قائم کیا ہے۔ سماج ایک ادارہ ہے معاشی تعلقات کا اور ریاست ایک ایسا سیاسی نظام ہے۔ جس میں سماج کے داخل اور خارجی مفاد کی دشمنوں سے حفاظت کی جاتی ہے۔ لیکن ریاست قائم کرتے وقت سارے سماج سے مشورہ نہیں لیا جاتا۔ معاشی لحاظ سے غالب طبقہ ریاست کی تشکیل کرتا ہے اور ریاست کو اپنے مفاد کے لئے استعمال کرتا ہے۔ لیکن معاشی لحاظ سے غالب طبقہ کی حکمرانی آخری نہیں ہوتی۔ انسانی ذہن قدرت سے متصادم ہو کر لمحہ بہ لمحہ بڑھتی ہوئی ضروریات پورا کرنے کے لئے جدوجہد کرتا رہتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں ذرائع پیدائش بدلتے اور ترقی کرتے رہتے ہیں

نئے اور قدیم ذرائع پیدائش کی وجہ سے سماج میں طبقاتی کش مکش جاری ہو جاتی ہے۔ جدید ذرائع پیدائش کے سامنے قدیم ذرائع پیدائش فنا ہو جاتے ہیں۔ یہ طبقاتی کش مکش کی جدلیات ہے۔ ہر غالب طبقہ ایک ایسے طبقہ کو پیدا کرتا ہے جو اسے تباہ کر دے گا۔ ان دونوں کی کش مکش سے ایک نیا حکمران طبقہ پیدا ہوتا رہیگا۔ اس طبقاتی کش مکش کے سفر کی آخری منزل عدم طبقاتی سماج ہے۔

حکمران طبقہ کے مظالم :۔

طبقاتی کش مکش کا یہ سلسلہ ایک نفسیاتی معلول ہے۔ چونکہ ہر دور کا ظہور پذیر ہونا ضروری ہے اس لئے ان ادوار کے حکمران طبقوں کو موردِ الزام نہیں گردانا جاسکتا۔ ان کے خلاف نہ صرف کوئی الزام نہیں لگانا چاہیئے۔ بلکہ ان کے بے پناہ مظالم کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے۔ جن کی وجہ سے ایسے انقلاب رونما ہوتے رہے۔ جن سے عدم طبقاتی سماج کی منزل قریب سے قریب ہوتی گئی۔

ایف جے شیڈ :۔

ایف جے شیڈ اپنی کتاب "کمیونزم اور انسان" میں لکھتا ہے۔ کہ طبقاتی کش مکش کی جدلیات نہ صرف ایک دلکش نظریہ ہے۔ بلکہ اس میں ایسی منطقی نفاست ہے جس سے انسانی فکر مسرور ہوتا ہے۔ اس نظریہ کو پیش کرنے والوں (مارکس اور اینگلز) نے گزشتہ صدی کے تاریخی حوادث پر اسکا انطباق

کر کے ساری انسانی تاریخ کے لئے اسے وضع کر لیا۔ اس منتخب زمانہ پر اس نظریہ کا کیونکر انطباق ہوتا ہے ؟

جاگیردار اور بورژوا:۔

ازمنہ وسطیٰ میں جاگیرداروں کا بہت زیادہ اقتدار تھا۔ لیکن ذرائع پیدائش کے تبدیل ہونے سے تجارتی کاروبار نے فروغ پانا شروع کیا۔ درمیانی طبقہ نے آہستہ آہستہ ترقی کرنی شروع کی اور آخر کار ریاست پر بورژوا طبقہ کا قبضہ ہو گیا انقلاب فرانس جاگیرداروں کے خلاف بورژوا کا ایک انقلابی ہنگامہ تھا جو اخوت' حریت' اور مساوات کے نام پر برپا کیا۔ بورژوا کے برسر اقتدار آنے اور جدید میکانی آلات کی وجہ سے ذرائع پیدائش میں جو حیرت انگیز اضافہ ہوا اس سے سرمایہ داری پیدا ہوئی۔ اس سرمایہ داری نے ایک ایسا طبقہ پیدا کیا جس کا سرمایۂ حیات اسکے سوا اور کچھ نہیں کہ وہ اپنی محنت فروخت کریں۔

بورژوا:۔

بورژوا کیا ہے ؟ انسانی تاریخ میں اس کی اہمیت کیا ہے ؟ مارکس ان سوالات کا مندرجہ ذیل الفاظ میں جواب دیتا ہے :۔

> "قدیم وقتوں کی قومی صنعت و حرفت تباہ کر دی گئی ہے۔ یا برباد ہو رہی ہے۔ ان کی جگہ نئی صنعتوں نے لے لی ہے۔ جن کی آمد سے مہذب قوموں میں زندگی اور موت کی کش مکش پیدا ہو گئی ہے ۔۔۔۔

قدیم ضرورتوں کی جگہ جو مقامی پیدائش سے پوری ہوتی تھیں ۔ایسی نئی ضروریات پیدا ہو گئی ہیں ۔جو دور دراز ملکوں کی مصنوعات سے پوری ہوتی ہیں ۔ قدیم قومی تنہائی اور یکسوئی کی جگہ بین الاقوامی انحصار باہمی نے لے رکھی ہے ۔ یہ تغیر مادی اور ذہنی پیدائش پر یکساں اثر انداز ہے قوموں کی ذہنی تخلیق مشترکہ ملکیت ہو چکی ہے ۔قومی تنگ نظری اور تعصب کا امکان کم ہو رہا ہے ۔مختلف قوموں کے مقامی ادب سے ایک بین الاقوامی ادب تیار ہو رہا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

بورژوا اپنے آلات پیدائش کے بہتر ہونے اور آمد و رفت کی سہولتوں کے میسر ہونے سے وحشی اقوام کو مہذب بنا رہا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

" بورژوا نے دیہات پر شہروں کو مسلط کر رکھا ہے ۔اس نے بڑے بڑے شہر بسائے ہیں اس نے شہروں کی آبادیوں میں اضافہ کیا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔"

مارکس اپنے اسی شذرہ میں بورژوا کے کارناموں کا تذکرہ کرتا ہے لیکن وہ آخر کار بورژوا کو آگاہ کرتا ہے ۔کہ وہ اپنے گورکن تیار کر رہا ہے ۔ وہ ایک ایسا طبقہ تیار کر رہا ہے جو اسے فنا کر دیگا ———— پرولتاریہ

پرولتاریہ :۔

جاگیرداروں اور بورژوا میں جو طبقاتی کشمکش پیدا ہوئی ۔اس میں بورژوا

کی کامیابی نصیب ہوئی ۔ بورژوا کے ارتقا اور اثر و اقتدار نے بے بس اور محنت فروش مزدوروں کا ایک طبقہ پیدا کیا جسے ہم پرولتاریہ کہتے ہیں ۔ اور اس کے ساتھ ہی سرمایہ داروں کا ایک طبقہ بھی ظہور میں آیا ۔ موجودہ زمانہ میں سرمایہ داروں اور پرولتاریہ میں ایک شدید کش مکش جاری ہے ۔ "پرولتاریہ مزدوروں کا ایک ایسا طبقہ ہے ۔ جو اسی صورت میں زندہ رہ سکتا ہے ۔ جب تک اسے کام مل سکے اور جسے اس وقت تک کام مل سکتا ہے ۔ جب تک اس کی محنت سے سرمایہ میں اضافہ ہو ۔ یہ مزدور ایک جنس کی حیثیت رکھتے ہیں ۔ اور وہ دوسری اشیائے فروخت کی طرح سابقہ اور قیمتوں کی تبدیلیوں کے شکار ہوتے ہیں" ۔ بورژوا صرف اسی وقت تک زندہ رہ سکتا ہے ۔ جب تک کہ پرولتاریہ موجود ہے ۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ بورژوا نے پرولتاریہ کو پیدا کیا ہے ۔ بورژوا نے پرولتاریہ کو بھیڑوں کی طرح تنگ و تار کمروں میں بند کر دیا ۔ پرولتاریہ نے اس "قید و بند" سے اپنی تنظیم کا کام لیا ۔ علاوہ ازیں ایک ملک کا بورژوا دوسرے ملک کے بورژوا کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنے پرولتاریہ کو مسلح کر رہا ہے ۔ مارکس کے الفاظ میں "بورژوا اپنے گورکن تیار کر رہا ہے" ۔ بورژوا کا زوال اور پرولتاریہ کی فتح لازم ملزوم ہیں

فرہنگ

طبقاتی کش مکش	CLASS WAR

REALITY	حقیقت
DICTATORSHIP	آمریت
STATE	ریاست
CLASSLESS	عدم طبقاتی
INTERNAL	داخلی
EXTERNAL	خارجی
BOURGEOSIE	بورژوا
PROLETARIAT	پرولتاریہ

معاشیات

مارکس ایک انقلابی تھا جس نے معاشیات کے اصول اس انداز میں پیش کیے کہ عوام مروجہ معاشی نظام سے متنفر ہو کر اس کا تختہ الٹنے کے درپہ ہو جائیں؟

جدلیاتی فلسفہ، تاریخ کا معاشی نظریہ، اور طبقاتی کش مکش کے تذکرہ کے بعد ہم کارل مارکس کو ایک معاشیاتی کی حیثیت سے پیش کرتے ہیں۔ مارکس کے معاشی نظریوں پر اس مختصر باب میں بحث نہیں کی جاسکتی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ وہ قاری جو معاشیات سے بالکل بیگانہ ہیں اس باب کو آسانی سے نظر انداز کرسکتے ہیں۔ کیونکہ یہ امر ناممکن ہے۔ کہ اس مختصر باب میں معاشیات کے ابتدائی اصول بھی واضح کیے جائیں اور پھر مارکس کے نظریات پیش کیے جائیں معاشیات پر انگریزی زبان میں بے شمار کتابیں ہیں۔ انگریزی جاننے والے حضرات ان سے پورا پورا فائدہ اٹھاسکتے ہیں۔ اردو دان طبقہ پروفیسر الیاس برنی کی "علم المعیشت" کا مطالعہ کرے۔ مارکس نے جہاں فلسفہ اور تاریخ میں جدید تصورات پیش کیے وہاں اس نے "بورژوا معاشیات" پر شدید نکتہ چینی کی۔ مارکس کے معاشی تصورات کے لئے "سرمایہ" کا مطالعہ بہت ضروری ہے۔ مارکس کی کتاب "قدر، قیمت اور منافع" اس ضمن میں بہت کارآمد ہے۔

معاشیاتی کی حیثیت میں:۔

کیا مارکس ایک معاشیاتی ہے؟ کیا وہ معاشیاتی کہلائے جانے کا مستحق ہے؟

اس قسم کے سوالات بہت سے معاشیوں کی طرف سے کئے گئے ہیں بعض نقادوں کے نزدیک مارکس ایک انقلابی تھا جس نے معاشیات کے اصول اس انداز میں پیش کئے کہ عوام معاشی نظام سے متنفر ہو کر اس کا تختہ اُلٹنے کے درپہ ہوجائیں معاشیوں کی ایک دوسری جماعت کا خیال ہے کہ مارکس ایک معمولی درجہ کا معاشیاتی تھا کیونکہ معاشیات کے متعلق اس کی تصریحات معاشی نظریوں کے موجودہ ارتقا سے مطابقت نہیں رکھتیں۔ اگر ہم اسے معاشی صحت کا معیار مقرر کریں تو اسمتھ، مل، مالتھس، اور مارشل وغیرہم کے لئے معاشیات میں کوئی جگہ نہیں ہو سکتی۔

مارکس کے نظریوں کے مطالعہ کے بعد معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ ایک معاشیاتی تھا۔ قدر، قیمت اور منافع کے متعلق اس کے خیالات ایک راسخ معاشی کی مانند ہیں جب مارکس معاشی مظہر پر بحث کرتا ہے تو وہ کسی جہت سے بھی غیر علمی رویّہ اختیار نہیں کرتا۔ جہاں تک قیمت، اجرت، اور منافع کے پیش کرنے کا تعلق ہے۔ مارکس کے نظریات، معاشیات کے جدید ترین تصورات سے ملتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مارکس نے بورژوا معاشیات کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

نظریۂ قدر:۔

مارکس نے معاشیات میں سے نظریہ قدر پر بہت زور دیا اور لمبے وضاحت سے پیش کیا۔ نظریہ قدر سے مراد یہ ہے کہ کسی جنس کی قدر کا انحصار اس محنت

پر ہوتا ہے جو اس جنس کی تکمیل پر صرف ہوتی ہے۔ مارکس کے اس نظریہ میں لفظ "قدر" کا بازاری قیمت سے کوئی تعلق نہیں۔ مارکس اس نظریہ کا اطلاق قوتِ محنت پر کرتا ہے۔ اسکے نزدیک قوتِ محنت بھی ایک جنس ہے۔ اور اس لئے وہ اپنی قدر رکھتی ہے۔ اور یہ قدر ایک دن کی محنت سے بھی کم حاصل ہوتی ہے۔ باقی قدر کو سرمایہ دار ہڑپ کر جاتا ہے۔ مارکس اس قدر کو زائد قدر کہتا ہے!

زائد قدر:۔

مارکس نے اس نظریہ کو جس انداز میں پیش کیا اسے چند سطور یا چند اوراق میں سمجھانے کی کوشش کرنا ایک بے سود فعل ہے۔ اس نظریہ کی معاشی تصریحات سے قطع نظر اتنا یاد رہے کہ "زائد قدر" ایک ایسی لوٹ کھسوٹ ہے جسے سرمایہ دار مزدور کو تباہ و برباد کر کے جاری کئے ہوئے ہیں۔ اس نظریہ نے اس حقیقت کو ظاہر کر دیا کہ سرمایہ داروں کی دولت میں جو اضافہ ہوتا ہے وہ مزدوروں کے منہ سے نوالہ چھین کر۔ ہر فلک بوس عمارت میں چونے اور گارے کی جگہ مزدوروں کی ہڈیاں استعمال کی جاتی ہیں۔ شراب کے ہر گلاس میں خونِ دل مزدور ہے۔ "زائد قدر" کے نظریہ نے مزدوروں کے دل و دماغ پر قبضہ کر لیا۔ اس نظریہ کی بنیاد خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو اس کے انقلابی اثرات سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ مارکس نے ایک ایسا سوال پیدا کر دیا ہے۔ جسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ یہ نظریہ آج بھی اتنا اہم ہے جتنا مارکس کے زمانہ میں۔ حالانکہ سرمایہ دارانہ برائیوں

کو کم کرنے کی کوشش پہلے سے زیادہ ہے۔ زائد قدر ایک ایسا انقلابی آلہ ہے جس سے سرمایہ دارانہ نظام کو بہت بڑا خطرہ رہتا ہے۔

فرہنگ

ECONOMICS	معاشیات
ECONOMIST	معاشیاتی
A. B. C.	ابجد
VALUE	قدر
PRICE	قیمت
PROFIT	منافع
MARKET PRICE	بازاری قیمت
LABOUR POWER	قوت محنت
THEORY OF VALUE	نظریۂ قدرت
SURPLUS VALUE	زائد قدرت
CAPITALIST	سرمایہ دار
EXPLIOTATION:	لوٹ کھسوٹ

ریاست اور انقلاب

"فروغِ خاکیاں از نوریاں افزوں شود روزے
زمیں از کوکبِ تقدیرِ ما گردوں شود روزے"

"اقبال"

مارکس کو اس امر کا یقین تھا کہ سرمایہ دارانہ پیدائش کے اندرونی تضاد سے سرمایہ دارانہ نظام درہم برہم ہوجائے گا۔ اور اس کے ساتھ ہی ریاست کا سیاسی نظام۔ اس وقت پرولتاریہ سیاسی اقتدار حاصل کر کے سرمایہ داروں اور ان کے طبقاتی تصورات کو ختم کر دیگا۔ یہ سوشلزم ہوگی ——— کمیونزم کا پہلا درجہ۔ ذرائع پیدائش پر پرولتاریہ کے قبضہ سے ایک نئی" اشتراکی نفسیات" کا ظہور ہوگا۔ ہر شخص سے اس کی صلاحیت کے مطابق کام لیا جائیگا اور ہر شخص کو بیت المال سے اس کی ضروریات کے مطابق دیا جائے گا۔ اس صورت میں مکمل کمیونزم کا دور دورہ ہوگا۔ مارکس کے نزدیک یہ بہترین سماجی نظام ہے۔ چونکہ تمام مجلسی اداروں کا انحصار ذرائع پیدائش پر ہے۔ اس لئے اس دور میں سماج اپنے کمال کے بلند ترین مدارج پر ہوگا۔

انقلاب اور تشدد :-

سرمایہ دارانہ نظام کو درہم برہم کرنے اور پرولتاریہ کے سیاسی اقتدار حاصل کرنے کے لئے کس قدر تشدد کی ضرورت ہے؟ کیا یہ انقلاب پُرامن، ارتقائی اور پارلمانی ذرائع سے حاصل ہو سکتا ہے۔ یا اس کے لئے تشدد کی

ضرورت ہے ، مارکسیت کے طالب علم ان سوالات پر بہت زیادہ بحث کر چکے ہیں۔

پرولتاریہ :-

اس مسئلہ کے متعلق مارکس کا نظریہ واضح اور عیاں ہے۔ مارکس کہتا ہے کہ پرولتاریہ کو سیاسی اقتدار حاصل کرنے کے لئے معاشی نظام پر غالب آنا ضروری ہے۔ اس کے نزدیک قوت ایک ایسی دایہ ہے جو قدیم نظام کے بطن سے نئے نظام کو باہر نکالتی ہے۔ مارکس، اینگلز، اور لینن کی کتابوں میں پرولتاری انقلاب کے ذرائع پر بحث کی گئی ہے۔ یہ تینوں اس امر پر متفق ہیں کہ "بورژوا ریاست کو بدلنے کے لئے ایک شدید انقلاب کی ضرورت ہے۔" اگر سرمایہ دارانہ ذرائع پیدائش کے درہم برہم ہوتے وقت پرولتاریہ غیر منظم ہوا تو اس صورت میں بدامنی کا پورا امکان ہے۔ مارکس اور اینگلز پرولتاری انقلاب کے اسباب و نتائج پر بحث کرتے ہوئے بتاتے ہیں کہ ہر ملک میں اس کے حالات کے مطابق انقلاب رونما ہوگا۔ کمیونسٹ مینی فیسٹو میں کمیونسٹوں سے کہا گیا ہے۔ کہ وہ ہر ملک کی جمہوری پارٹیوں سے تعاون کریں، اس قسم کے تعاون کا مقصد پرولتاریہ کو مابعد انقلاب کے لئے تیار کرنا ہے۔

پرولتاری آمریت :-

مارکس کے نزدیک سرمایہ دارانہ اور کمیونسٹ نظام کی درمیانی مدت میں

جو تغیر آئے گا۔ وہ پرولتاری آمریت ہو گا۔ پرولتاری ریاست میں لینن کے قول کے مطابق بورژوا ریاست ایسا تشدد موجود ہو گا۔ جس میں سرمایہ دارانہ نظام کو درہم برہم کر دیا جائے گا۔ سیاسی اقتدار کے پیش نظر محض طبقات نے جگہ تبدیل کر لی ہے۔ حاکم، محکوم ہو گئے اور مظلوم ظالم بن گئے ہیں۔ لیکن جہاں تک محض جمہوریت کا تعلق ہے۔ یہ ان معنوں میں صحیح جمہوریت ہو گی کہ بورژوا جمہوریت اقلیت (بورژوا) کے مفاد کی محافظ ہو گی۔ اور پرولتاری آمریت اکثریت (پرولتاریہ) کے حقوق کی محافظ ہو گی۔ پرولتاری آمریت میں ذرائع پیدائش کسی فردِ واحد کی ملکیت نہیں ہونگے۔ بلکہ سارے سماج کے۔ جو کام نہیں کرے گا۔ اسے روٹی نہیں ملے گی۔

آئندہ قدم:۔

پرولتاری آمریت کے دور میں کمیونزم کے بلند مدارج کے لئے عوام کو ذہنی اور جسمانی لحاظ سے تیار کیا جائیگا۔

فروغِ خاکیاں:۔

پرولتاری آمریت کے بعد مکمل کمیونزم کا دور آتا ہے۔ ایک ایسا دور جس میں انسان معاشی تنازعات، ہوا و ہوس، تمنائے اقتدار،

اور آرزوئے چنگیزی سے بلند ہو کر قدرت کے اسرار و رموز کو فاش کریگا نقاب فطرت کو الٹ دیگا۔ مہر و ماہ فتراک آدم کے نخچیر ہونگے ؂

مرکنٹائل الیکٹرک پریس چیمبرلین روڈ۔ لاہور میں باہتمام بابو رلیا رام چھپ کر مکتبہ اُردو لاہور سے شائع ہوئی

چھ آنے والی کتابیں

افکارِ نو ـــــ حیاتِ نو ـــــ دنیائے نو

علم و ادب جس طرح کسی فردِ واحد کی ملکیت نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح کوئی قوم جملہ فنون کی اجارہ دار نہیں ہو سکتی۔ موجودہ بین الاقوامی دور میں اگر دنیا کے کسی دور افتادہ ملک میں کوئی واقعہ رونما ہو تو اس کا اثر ممالک عالم پر کسی نہ کسی صورت میں ضرور ہوتا ہے۔ آپ کے ارد گرد کے حالات ہر روز بدل رہے ہیں۔ آپ کا ان سے اثر انداز ہونا یقینی ہے۔ کیا یہ ضروری نہیں کہ آپ اپنے ماحول سے پوری طرح واقفیت حاصل کریں۔ دنیا میں ہر طرف خیالات کی جنگ کا آغاز ہو چکا ہے۔ آپ کے پاس اپنے خیالات تو یقینی طور پر محفوظ ہونگے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ آپ اگر دوسروں کے خیالات سے بھی آگاہ ہونا چاہتے ہوں تو

چھ آنے والی کتابوں

کے سلسلہ کی ہر کتاب کا مطالعہ کریں۔ اس سلسلہ میں اس وقت تک مندرجہ ذیل کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ ہمارے ہاں ہر ماہ اس سلسلہ

کی ایک کتاب شائع ہوتی ہے۔ شائع شدہ کتابوں کے نام :۔

(۱) سوشلزم ———— فریڈرک اینگلز

(۲) کمیونسٹ مینی فیسٹو ———— مارکس اور اینگلز

(۳) سرمایہ داری ———— عبداللہ ملک

(۴) کارل مارکس ———— باری

(۵) پھول اور کانٹے ———— گوپال متل

(۶) شہنشاہ حبشہ ———— اختر اورینوی

آئندہ پروگرام

مارچ سنہ ۴۰ء ———— اسٹالین

اپریل سنہ ۴۰ء ———— انقلاب فرانس

مئی سنہ ۴۰ء ———— اقبال

جون سنہ ۴۰ء ———— میکسم گورکی

جولائی سے دسمبر تک کا پروگرام معلوم کرنے کیلئے

مکتبہ اردو لاہور

سے خط و کتابت کریں

نذیر احمد چودھری